سوال

آیت : "الزانی لاینک حالا زانیۃ او مشرکۃ" کی تفسیر

جواب

الحمد للہ

اللہ تعالی کے فرمان :

زانی مرد سوائے زانیہ یا مشرک عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا، اور زناکار عورت بھی بجز زانی یا مشرک مرد کے اور سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے النور (3).

مفسرین اس کی مراد میں اختلاف کرتے ہیں، کہ عفیف مرد زانیہ عورت سے اس وقت تک شادی نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت توبہ نہ کرلے، اور اسی طرح عفیفہ اور پاکباز عورت بھی کسی زانی مرد سے شادی نہیں کر سکتی جب تک وہ مرد توبہ نہ کرلے، اس میں دو قول ہیں :

پہلا قول :

یہ آیت حرمت پر دلالت کرتی ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول یہی ہے جیسا کہ ہم مغنی ابن قدامہ میں پاتے ہیں دیکھیں : (108/7).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی بہت سارے دلائل کے ساتھ اس کی تائید کی ہے

دیکھیں : مجموع الفتاوی الکبری (315/15) اور (113/32)، اور اغاثۃ اللھفان (65/1).

امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول اسی طرح ہے، لیکن امام شافعی کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے، اور انہوں نے زانی مرد یا عورت کا نکاح جائز قرار دیا ہے

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"مفسرین کا اس آیت کے بارہ میں واضح اختلاف ہے، اور ہمارے ہاں جو یہ ہے اللہ اعلم جو ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے، اس کی ناسخ آیت یہ ہے :

اور تم میں سے جو مرد و عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی النور (32).

تو یہ مسلمانوں میں سے بے نکاح مرد و عورت ہیں، جیسا کہ ابن مسیب رحمہ اللہ کا کہنا ہے ان شاء اللہ اور کتاب و سنت میں اس کے دلائل پائے جاتے ہیں" انتہی

دیکھیں : الام (158/5).

دوسرا قول :

یہ اصلا حرمت پر دلالت کرتی ہے، اکثر اہل علم کا قول یہی ہے

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اللہ سبحانہ و تعالی کی جانب سے یہ خبر ہے کہ زانی مرد صرف زانیہ یا مشرکہ عورت سے ہی وطئ کرتا ہے، یعنی اس مرد کی زنا کاری کی مراد صرف وہی عورت پوری کرتی ہے جو زانیہ یا مشرکہ ہو جو اسے حرام نہ جانتی ہو

اور اسی طرح "زانیہ عورت بھی زانی مرد کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کرتی "یعنی زنا اور شرک کا گناہ کرنے والے کے علاوہ کسی اور سے نہیں "جو اس کی حرمت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ :

یہ نکاح کے ساتھ نہیں، بلکہ یہ جماع ہے، اس سے زنا وہی کرتا ہے جو زانی اور مشرک ہے

اس کی سند صحیح ہے، اور کئی ایک طریق سے مروی ہے

اور مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، اور عروۃ بن زبیر، ضحاک، مکحول، مقاتل بن حیان وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے "انتہی

دیکھیں : تفسیر القرآن العظیم (9/6).

ان دونوں اقوال کا مناقشہ کرنے میں بہت باریک بینی چاہیے، اس کی شرح و وضاحت علامہ امین شنقیطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اضواء البیان میں کی ہے یہاں ہم اختصار کے ساتھ انکی کلام نقل کرتے ہیں :

"اس کتاب مبارک میں جو بیان پائے جاتے ہیں اس کی انواع میں یہ بھی ہے کہ : بعض علماء اس آیت میں کوئی ایک قول کہیں، اور اس قول کے صحیح نہ ہونے پر اسی آیت میں کوئی قرینہ پایا جاتا ہو، اس کی مثال یہی آیت ہے :

اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ :

علماء کرام کا اس آیت میں نکاح سے مراد میں اختلاف پایا جاتا ہے

کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح سے مراد وطئ ہے جو کہ نفس زنا ہے

اور اہل علم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ : اس آیت میں نکاح سے مراد عقد نکاح ہے

ان کا کہنا ہے کہ : کسی بھی عفیف شخص کےلیےاپنے سے برعکس کسی زانیہ عورت سے شادی کرنا جائز نہیں، اور یہی قول کہ آیت میں نکاح سے مراد شادی ہے نا کہ وطئ اس آیت میں ہی اس قول کے صحیح نہ ہونے پر ایک قرینہ ہے، اور یہ قرینہ یہ ہے کہ آیت میں مشرک مرد اور مشرک عورت کا ذکر کیا گیا ہے؛ کیونکہ کسی مسلمان زانی شخص کےلیے کسی مشرکہ عورت سے شادی کرنا حلال نہیں

اس لیے کہ فرمان باری تعالی ہے :

اور تم مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح مت کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں.

اور فرمان باری تعالی ہے :

نہ تو یہ عورتیں ان مردوں کے لیے حلال ہیں، اور نہ ہی یہ مردان عورتوں کے لیے حلال ہیں.

اور فرمان باری تعالی ہے :

اور تم کافروں کی عصمت کو مت روکو.

اوراسی طرح مسلمان زانی عورت کے لیے مشرک مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور تم مشرک مردوں سے اس وقت تک نکاح مت کرو حتی کہ وہ ایمان لے آئیں.

چنانچہ مشرک مرد اور مشرکہ عورت سے نکاح کسی بھی حال میں حلال نہیں، اور یہ ایک ایسا قرینہ ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ آیت میں نکاح سے مراد وطئ جو کہ زنا ہے نہ کہ عقد نکاح؛ کیونکہ مشرک اور مشرکہ کے ذکر کے ساتھ عقد نکاح کی کوئی مناسبت نہیں

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ عفت و عصمت والے شخص کے زانی عورت کے نکاح میں علماء کرام کا اختلاف ہے، ایک گروہ جس میں آئمہ ثلاثہ شامل ہیں کہتا ہے کہ کراہت تنزیہی کے ساتھ زانی عورت کے ساتھ نکاح جائز ہے، امام مالک اور ان کے اصحاب اور ان کو موافقت کرنے والوں کے ہاں کراہت تنزیہی کے ساتھ ان کے دلائل درج ذیل ہیں :

اللہ تعالی کا عمومی فرمان ہے :

اور تمہارے لیے اس کے علاوہ حلال کی گئی ہیں.

یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے زانی اور عفیف دونوں کو شامل ہے

اور اللہ سبحانہ وتعالی کا عمومی فرمان ہے :

اور تم اپنے میں سے بے نکاح مرد و عورت کا نکاح کر دو.

یہ آیت بھی زانی اور عفیف عورت دونوں کو شامل ہے، اس میں ان کے دلائل یہ ہیں :

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

"ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا :

میری عورت کسی چھونے والے کا ہاتھ واپس نہیں کرتی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اسے علیحدہ کر دو تو وہ شخص کہنے لگا : مجھے خدشہ ہے کہ میرا دل اس کا پیچھا کریگا ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : توپھر اس سے فائدہ اٹھاؤ"

بلوغ المرام میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کے یہی الفاظ ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں :

"اسے ابوداود اور ترمذی اور بزار نے روایت کیا ہے، اور اس کے رجال ثقات ہیں، اور دوسرے طریق سے نسائی نے بھی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے :

"تم اسے طلاق دے دو"

تو اس شخص نے عرض کیا : میں اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : توپھر اسے رکھو" اھ ماخوذ از بلوغ المرام

پھر یہ بھی معلوم ہو کہ جنہوں نے زانی مرد اور زانی عورت کی شادی کو جائز قرار دیا ہے انہوں نے اس آیت کا :

زانی مرد زانی عورت یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتا

کا جواب دو طرح سے دیا ہے :

پہلا جواب :

آیت میں نکاح سے مراد وطئ ہے جو بعینہ زنا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس آیت سے زنا کی قباحت اور اس سے شدت نفرت بیان کرنا مراد ہے؛ کیونکہ زانی شخص کے زنا میں زنا پر وہی عورت تیار ہوتی ہے جو شرک کی وجہ سے خسیس ہو اور اتنی گری ہوئی ہو کہ وہ اسے حرام نہ سمجھے یا پھر زانیہ اور فاجرہ قسم کی عورت

اس قول کی بنا پر اللہ تعالی کے فرمان :

اور یہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے

کا اشارہ وطئ کی طرف ہے جو کہ زنا ہے، اللہ تعالی ہمیں اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس سے محفوظ رکھے، اس بنا پر مشرک اور مشرکہ کے ذکر پر اس قول کے مطابق کوئی اشکال نہیں رہتا

دوسرا جواب :

ان کا کہنا ہے کہ : اس آیت میں نکاح سے مراد شادی کرنا ہے، لیکن یہ آیت :

زانی مرد صرف زانی عورت سے ہی نکاح کرتا ہے

اس آیت کے ساتھ منسوخ ہے :

اور تم اپنے میں سے غیر شادی شدہ مرد و عورت کا نکاح کر دو.

اس کو منسوخ کہنے والوں میں سعیب بن مسیب اور امام شافعی رحمہما اللہ شامل ہیں

اوراس آیت کی تفسیر میں قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ابن عباس اوران کے اصحاب سے مروی ہے کہ اس آیت میں نکاح سے مراد وطئ ہے

اورابن عباس صحابہ کرام میں سب سے زیادہ تفسیر کا علم رکھنے والے ہیں، اور عربی زبان کے علم میں بھی ان کے متعلق کوئی شک نہیں، چنانچہ اس آیت میں ان کا قول کہ یہاں نکاح سے مراد جماع ہے عقد نکاح نہیں یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ یہ بھی فصیح عربی زبان میں جاری تھا

چنانچہ یہ دعوی کرنا کہ یہ تفسیر عربی میں صحیح نہیں اور قبیح ہے کوابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا قول رد کرتا ہے

اوراہل علم میں سے کچھ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ زانی مرد کا عفیف عورت سے اورزانی عورت کا عفیف مرد سے شادی کرنا جائز نہیں، امام احمد کا مسلک یہی ہے، اور حسن اور قتادہ سے بھی مروی ہے، اس قول کے مالک علماء نے آیات اوراحادیث سے استدلال کیا ہے :

اس آیت سے استدلال کرتے ہیں جس کے متعلق ہماری بحث چل رہی ہے کہ فرمان باری تعالی ہے :

زانی مرد سوائے زانیہ یا مشرک عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا، اور زنا کار عورت بھی بجز زانی یا مشرک مرد کے اور سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے النور(3).

ان کا کہنا ہے کہ : اس آیت میں نکاح سے مراد شادی ہے، اوراس کی حرمت میں اللہ تعالی کا فرمان ہے :

اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے النور(3).

ان کا کہنا ہے : (ذلک) یہ زانی شخص کی غیر زانی یا مشرک کی طرف راجع ہے، اورزانی مرد کا عفیف عورت اور عفیف مرد کا زانی عورت سے شادی کی حرمت میں قرآنی نص ہے

اورانہوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے :

اور مومن پاکباز عورتیں، اور تم سے پہلے اہل کتاب کی پاکباز عورتیں بھی جب تم انہیں ان کے مہر دے دو عفت اختیار کرتے ہوئے، نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے اور خفیہ طور پر دوستی لگاتے ہوئے.

ان کا کہنا ہے کہ فرمان باری تعالی :

عفت و عصمت اختیار کرتے ہوئے نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے

یعنی عفت و عصمت کے ساتھ نہ کہ زانی بن کر، اوراس آیت کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ بدکار جو کہ زانی شخص ہے اس کا عفیف مومن عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں، اور نہ ہی اہل کتاب کی عفیف اور پاکباز عورت سے

اور فرمان باری تعالی ہے :

تم ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو، اور قاعدے کے مطابق ان کے مہر ان کو دو، وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں.

تو یہاں فرمان باری تعالی :

وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں.

یعنی عفت و عصمت کی مالک ہوں زانی نہ ہوں، اوراس آیت کا مفہوم مخالف یہ سمجھ میں آیا کہ اگروہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں ہیں اور عفت و عصمت کی مالک نہیں توان سے شادی کرنا جائز نہیں

اس قول کے مالک کے دلائل میں یہ بھی شامل ہے کہ : اس آیت :

"زانی مرد زانی یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی سے نکاح نہ کرے"

کے سبب نزول میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب عقد نکاح کے بارہ میں ہیں اورایک بھی وطئ اورجماع کے متعلق نہیں، اوراصول فقہ میں یہ مقرر ہے کہ سبب نزول کی صورت قطعی دخول ہے، اورسنت میں اس آیت کے متعلق کہے گئے قول کی تائید بھی ملتی ہے، کہ اس آیت میں نکاح سے مراد شادی ہے، اورزانی مرد اپنے جیسی زانیہ عورت سے ہی شادی کریگا

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"زانی جسے کوڑوں کی حد لگائی گئی ہو وہ اپنے جیسی کے علاوہ کسی اورسے شادی نہیں کرتا"

ابن حجر رحمہ اللہ بلوغ المرام میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کے متعلق کہتے ہیں :

اسے امام احمد اورابوداود نے روایت کیا ہے اوراس کے رجال ثقات ہیں

اس کے سبب نزول میں واردشدہ احادیث :

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ام مہزول نامی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت طلب کی جواس کے ساتھ بدکاری کیا کرتی تھی، اوراس سے شرط رکھتی تھی کہ وہ اس کا خرچ برداشت کرے گی، تواس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی یا آپ کے سامنے اس معاملہ کو ذکر کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی :

"زانی عورت زانی یا مشرک مرد کے علاوہ کسی اورسے شادی نہیں کرتی"

اسے احمد نے روایت کیا ہے

اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت بھی اسی میں شامل ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ :

مرثد بن ابومرثد غنوی مکہ سے قیدی اٹھا کرلایا کرتے تھے، اورمکہ میں عناق نامی ایک بدکار عورت تھی جوان کی دوست تھی، راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اورکہنے لگے :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں عناق سے شادی کرلوں ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے اور یہ آیت نازل ہوئی :

"زانی عورت سے زانی یا مشرک مرد کے علاوہ کوئی اور نکاح نہیں کرتا "

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور میرے سامنے یہ آیت پڑھی ، اور فرمایا : تم اس س ے نکاح مت کرو "

اسے ابوداود اور نسائی اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن غریب قرار دیا اور کہا ہے کہ ہم اسے اس طریق کے علاوہ نہیں جانتے

ان کا کہنا ہے کہ یہ اور اس طرح کی احادیث بہت ہیں جو درج اس آیت :

"زانی مرد زانی یا مشرک عورت کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کرتا "

میں نکاح سے مراد شادی پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ وطئ اور جماع پر ، اور نزول کی صورت قطعی الدخول ہے ؛ جیساکہ فیصلہ شدہ بات ہے

اور زادالمعاد میں ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" زانیہ کے زنا کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ النور میں اس کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے ، اور بتایا ہے کہ جو بھی زانیہ عورت سے نکاح کرتا یا تو وہ زانی ہے یا پھر مشرک کیونکہ یا تو وہ اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم کا التزام کریگا ، اور وہ اپنے اوپر اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے یا نہیں ، اگر وہ اس کا التزام نہیں کرتا اور اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ مشرک ہے ، اور اگر التزام کرتا اور اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے ، اور اس کی مخالفت کرے تو وہ زانی ہے ، پھر اس کے حرام ہونے کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا :

" اور یہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے "

اور یہ مخفی نہیں کہ اس آیت کو درج ذیل آیت سے منسوخ ہونے کا دعوی کمزور ترین قول ہے

فرمان باری تعالی ہے :

" اور تم اپنے غیر شادی شدہ مرد و عورت کا نکاح کر دو "

اور اس سے بھی کمزور تو یہ ہے کہ نکاح کو زنا پر محمول کیا جائے

اس طرح تو آیت کا معنی یہ ہو جائیگا کہ :

" زانی تو زانیہ یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی اور سے زنا نہیں کرتا ، اور زانیہ عورت سے زانی یا مشرک مرد ہی زنا کرتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور نہیں ، اور کلام اللہ اس طرح سے محفوظ اور مبرا ہے ، اور اسی طرح آیت کو بدکار مشرکہ عورت پر محمول کرنا بھی آیت کے الفاظ اور سیاق سے انتہائی دور ہے ، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو آزاد عورتوں اور غلام عورتوں کا نکاح عفت و عصمت کی شرط سے مباح کرتے ہوئے فرمایا :

تم ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو ، اور قاعدے کے مطابق ان کے مہر ان کو دو ، وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں ، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں .

چنانچہ اس کا نکاح اس حالت میں مباح کیا ہے اس کے علاوہ نہیں ، اور یہ مفہوم دلالت میں سے نہیں ، کیونکہ اصل میں حرمت ہے ، اس لیے اس کی اباحت کو اس پر ہی مقتصر کیا جائیگا جو شریعت میں وارد ہے ، اور اس کے علاوہ اصل پر حرام ہی ہے ، ابن قیم رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی

ہم نے دو یہ دلائل ذکر کیے ہیں وہی دلائل ہیں جو زانی مرد کے عفیف عورت اور عفیف مرد کے زانیہ عورت سے شادی کی ممانعت کے دلائل ہیں، اور جب آپ کو زانی مرد اور عورت کے نکاح کے مسئلہ میں اہل علم کے اقوال اور ان کے دلائل کا علم ہو گیا تو اب ہم ان کے دلائل کا مناقشہ کرتے ہیں :

ابن قیم رحمہ اللہ کا قول کہ :

آیت میں زنا کو وطئ پر محمول کرنا، اس جیسے سے کتاب اللہ کو محفوظ رکھنا چاہیے، اس کا رد ابن عباس کے قول میں ہے کہ ابن عباس عربی زبان اور قرآن مجید کے معانی کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، ان سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے آیت میں زنا کو وطئ پر محمول کیا ہے، اگر ایسا ہے تو پھر یہ ضروری تھا کہ اس طرح کی کلام سے کتاب اللہ کو محفوظ رکھا جاتا، یہ بات صحیح ہوتی تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اسے اس سے ضرور محفوظ رکھتے، اور یہ قول نہ کہتے، اور ان پر مخفی نہیں ہو سکتا کہ اس جیسی چیز سے محفوظ رکھنا چاہیے

اور ابن عربی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی اس آیت میں زنا کی وطئ کے ساتھ تفسیر کرنے کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ معنی صحیح ہے انتہی بواسطہ قرطبی

اور سعید بن مسیب اور امام شافعی کا قول کہ : آیت :

زانی مرد زانیہ یا مشرکہ عورت سے شادی نہیں کرتا.

اس آیت :

اور اپنے میں سے غیر شادی شدہ مرد اور عورت کا نکاح کر دو.

سے منسوخ ہے، یہ مطلق آیت "زانی مرد زانیہ یا مشرکہ" سے عام ہے، لہذا کو رآئمہ ثلاثہ کے مقرر کردہ اصول میں اسے منسوخ کا قول کہنا ممنوع ہے، بلکہ ابو حنیفہ کے مقرر کردہ اصول میں جائز ہے، جیسا کہ ہم اس کی وضاحت سورۃ الانعام میں کر چکے ہیں، اور سعید اور امام شافعی کے منسوخیت والے قول کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے یہ آیت میں موجود قرینہ سے سمجھا ہے، وہ یہ کہ :

آیت میں آزاد مرد و عورت کو اصلاح سے مقید نہیں کیا گیا، بلکہ غلام مرد اور عورت میں اصلاح کی قید ہے، اسی لیے آیت کے بعد آگے فرمایا :

اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے نیک و صالح .

اس کو مقید کرنے والے کہتے ہیں اللہ انہیں معاف کرے :

یہ آیت کریمہ تحقیق کے اعتبار سے سب سے مشکل آیات میں شامل ہوتی ہے؛ کیونکہ اس میں نکاح کو شادی پر محمول کرنا مشرک مرد اور مشرک عورت کے ذکر سے مناسبت نہیں رکھتا، اور نکاح کو وطئ پر محمول کرنا اس آیت کے متعلق وارد شدہ احادیث کے مناسب نہیں جو آیت میں نکاح سے مراد شادی پر متعین کرنے پر دلالت کرتی ہیں

اس آیت میں اشکال سے نکلنے کے لیے مجھے کوئی واضح مخرج نہیں ملتا، لیکن کچھ تعسف کے ساتھ، وہ یہ کہ اصولیوں کے ہاں سب سے صحیح قول جیسا کہ ابو العباس ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ "فی علوم القرآن" میں تحریر کیا ہے، اور مذاہب اربعہ کے جلیل القدر علماء کی طرف منسوب کیا ہے وہ یہ قول ہے کہ مشترک کو دو یا اس سے زائد معانی پر محمول کرنا جائز ہے، اس لیے آپ کے لیے یہ کہنا جائز ہے :

چوروں نے کل رات زید کی آنکھ پر زیادتی کی، اور آپ کی اس سے مراد یہ ہو کہ چوروں نے دیکھنے اور جاری آنکھ زخمی کر دی، اور اس کی آنکھ ہی چوری کر لی جو اس کا سونا اور چاندی تھی

اور جب آپ کو یہ علم ہوگیا تو آپ یہ جان لیں کہ نکاح کا لفظ وطئ اور شادی دونوں معنوں میں مشترک ہے، اس کے خلاف جس نے ان دونوں میں سے کسی ایک کی حقیقت اور دوسرے کے مجاز کا خیال کیا، جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کرچکے ہیں

اور مشترک کو دو معنوں میں سے ایک پر محمول کرنا جائز ہوا تو آیت میں نکاح کو وطئ اور شادی دونوں پر محمول کیا جا سکتا ہے، اور مشرک اور مشرکہ کا ذکر عقد کی بجائے نکاح کی تفسیر میں ہوگا، اور یہ اس تعسف کی ایک نوع ہے جس کی طرف ہم اشارہ کرچکے ہیں باقی علم تو اللہ کے پاس ہے

اور اکثر اہل علم زانیہ عورت سے شادی کی اباحت پر ہیں اور اس کی ممانعت میں کم، اور آپ کو سب کے دلائل معلوم ہوچکے ہیں

یہ بھی جان لیں کہ جنہوں نے عفیف کا زانیہ عورت سے شادی جائز قرار دی ہے ان کے قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ زانیہ عورت کا خاوند دیوث ہو؛ کیونکہ اس نے اس زانیہ عورت سے اس کی حفاظت کرنے اور اسے ایسے کام کے ارتکاب سے روکنے کے لیے شادی کی تاکہ اسے اس عمل سے روک سکے جو کرنا جائز نہیں، کہ وہ اسکی ہمیشہ نگرانی کریگا

اور جب گھر سے باہر جائے تو گھر کے دروازے مقفل کر کے جائے، اپنے بعد اس کی حفاظت کرنے کی وصیت کی، یہ اس شدت غیرت اور اس کو شک والی چیز سے بچانے اور اس کو شک سے بچانے کے لیے کیا، اور اگر خاوند کا اپنی بیوی کی حفاظت کے باوجود بیوی سے کوئی ایسا عمل سرزد ہوگیا جس کا خاوند کو علم نہیں تو خاوند پر کچھ نہیں، اور اس طرح وہ دیوث نہیں ہوگا جیسا کہ معلوم ہے

اس مسئلہ میں ہمارے لیے یہی ظاہر ہے کہ مسلمان شخص کو عفیف عورت سے ہی شادی کرنی چاہیے، اس کے دلائل وہ آیات ہیں جو ہم ذکر کرچکے ہیں، اور یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ :

"تیرے ہاتھ خاک میں ملیں تو دین والی کو اختیار کر"

باقی علم تو اللہ کے پاس ہے " شیخ شنقیطی رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی

دیکھیں : اضواء البیان (5/417-428).

واللہ اعلم .